ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۴ مارچ سنہ ۱۹۵۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ دَرْدَاءِ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَتَذَاکَرُ مَا یَکُوْنُ اِذْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِجَبَلٍ زَالَ عَنْ مَکَانِہٖ فَصَدِّقُوْہُ وَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِرَجُلٍ تَغَیَّرَ عَنْ خُلُقِہٖ فَلَا تُصَدِّقُوْا بِہٖ فَاِنَّہٗ یَصِیْرُ اِلٰی مَا جُبِلَ عَلَیْہِ (رواہ احمد)

ترجمہ۔ ابو دردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے آئندہ وقوع میں آنے والی باتوں پر گفتگو کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہماری باتوں کو سن کر) فرمایا کہ جب تم سنو کہ کوئی پہاڑ اپنی جگہ سے سرک گیا۔ تو اس کو سچ مان لو۔ لیکن جب تم سنو کہ کسی شخص کی خلقت بدل گئی ہے تو اس کا کبھی یقین نہ کرو۔ اس لئے کہ انسان اسی چیز کی طرف جاتا ہے۔ جس پر وہ پیدا کیا گیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ نَضْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَالُ لَہٗ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ دَخَلَ عَلَیْہِ اَصْحَابُہٗ یَعُوْدُوْنَہٗ وَھُوَ یَبْکِیْ فَقَالُوْا لَہٗ مَا یُبْکِیْکَ اَلَمْ یَقُلْ لَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ خُذْ مِنْ شَارِبِکَ ثُمَّ اَقِرَّہٗ حَتّٰی تَلْقَانِیْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ قَبَضَ بِیَمِیْنِہٖ قَبْضَۃً وَّ اُخْرٰی بِالْیَدِ الْاُخْرٰی وَقَالَ ھٰذِہٖ لِھٰذِہٖ وَھٰذِہٖ لِھٰذِہٖ وَلَا اُبَالِیْ وَلَا اَدْرِیْ فِیْ اَیِّ الْقَبْضَتَیْنِ اَنَا (رواہ احمد)

ترجمہ ابو نضرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے پاس جن کا نام ابو عبد اللہ تھا۔ ان کے دوست عیادت کی غرض سے گئے۔ وہ رو رہے تھے ان کے دوستوں نے کہا تم کیوں روتے کیا تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا تھا کہ تم اپنی لبوں کے بال کتروا یا منڈوا اور اس پر قائم رہ۔ یہاں تک کہ تو مجھ سے (جنت میں) ملاقات کرے ابو عبداللہ نے کہا۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا تھا۔) لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی کہتے سنا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے دہنے ہاتھ کی مٹھی بھری اور دوسری مٹھی بائیں ہاتھ کی۔ اور فرمایا یہ (یعنی دہنی مٹھی) اس کے (یعنی جنت کے) لئے ہے۔ اور یہ (یعنی بائیں مٹھی) اس کے (یعنی دوزخ کے) لئے ہے۔ اور مجھ کو اس کی پرواہ نہیں ہے۔ اس کے بعد ابو عبداللہ نے کہا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ ان دونوں مٹھیوں میں سے کس کے اندر ہوں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَخَذَ اللّٰہُ الْمِیْثَاقَ مِنْ ظَھْرِ اٰدَمَ بِنَعْمَانَ یَعْنِیْ عَرَفَۃَ فَاَخْرَجَ مِنْ صُلْبِہٖ کُلَّ ذُرِّیَّۃٍ ذَرَاَھَا فَنَثَرَھُمْ بَیْنَ یَدَیْہِ کَالذَّرِّ ثُمَّ کَلَّمَھُمْ قُبُلًا قَالَ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی شَھِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّا کُنَّا عَنْ ھٰذَا غٰفِلِیْنَ اَوْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَشْرَکَ اٰبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَکُنَّا ذُرِّیَّۃً مِّنْ بَعْدِھِمْ اَفَتُھْلِکُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ (رواہ احمد)

ترجمہ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آپؐ نے کہ میدان عرفہ کے قریب مقام نعمان میں خداوند تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اُس اولاد سے جو ان کی پشت سے نکلی تھی۔ عہد لیا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کی پشت سے اُن کی ساری اولاد کو نکالا۔ اور اس کو آدم کے سامنے چیونٹیوں کی طرح پھیلا دیا۔ پھر اس سے خدا نے یہ گفتگو کی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ آدم علیہ السلام کی اولاد نے کہا بے شک تو ہمارا رب ہے۔ پھر خدا نے فرمایا۔ یہ شہادت میں نے تم سے اس لئے لی ہے۔ کہ کہیں تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ دو۔ کہ ہم اس سے غافل یا ناواقف تھے۔ یا تم یہ نہ کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے شرک کیا تھا۔ اور ہم اُن کی اولاد تھے۔ ہم نے ان کی اطاعت کی تھی۔ تو کیا تو باطل پرستوں کے اعمال کے سبب ہم کو ہلاک کرتا ہے۔

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ قَالَ جَمَعَھُمْ فَجَعَلَھُمْ اَرْوَاحًا ثُمَّ صَوَّرَھُمْ فَاسْتَنْطَقَھُمْ فَتَکَلَّمُوْا ثُمَّ اَخَذَ عَلَیْھِمُ الْعَھْدَ وَالْمِیْثَاقَ وَ اَشْھَدَھُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَاِنِّیْٓ اُشْھِدُ عَلَیْکُمُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعَ وَ اُشْھِدُ عَلَیْکُمْ اَبَاکُمْ اٰدَمَ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَمْ نَعْلَمْ بِھٰذَا اِعْلَمُوْٓا اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ غَیْرِیْ وَلَا رَبَّ غَیْرِیْ وَلَا تُشْرِکُوْا بِیْ شَیْئًا اِنِّیْ سَاُرْسِلُ اِلَیْکُمْ رُسُلِیْ یُذَکِّرُوْنَکُمْ عَھْدِیْ وَ مِیْثَاقِیْ وَ اُنْزِلُ عَلَیْکُمْ کُتُبِیْ قَالُوْا شَھِدْنَا بِاَنَّکَ رَبُّنَا وَ اِلٰھُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَیْرُکَ وَلَآ اِلٰہَ لَنَا غَیْرُکَ فَاَقَرُّوْا بِذٰلِکَ وَرُفِعَ عَلَیْھِمْ اٰدَمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ فَرَاَی الْغَنِیَّ وَالْفَقِیْرَ وَحَسَنَ الصُّوْرَۃِ وَدُوْنَ ذٰلِکَ فَقَالَ رَبِّ لَوْلَا سَوَّیْتَ بَیْنَ عِبَادِکَ قَالَ اِنِّیْٓ اَحْبَبْتُ اَنْ اُشْکَرَ وَرَاَی الْاَنْبِیَآءَ فِیْھِمْ مِثْلَ السُّرُجِ عَلَیْھِمُ النُّوْرُ خُصُّوْا بِمِیْثَاقٍ اٰخَرَ فِی الرِّسَالَۃِ وَالنُّبُوَّۃِ وَھُوَ قَوْلُہٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ اِلٰی قَوْلِہٖ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ کَانَ فِیْ تِلْکَ الْاَرْوَاحِ فَاَرْسَلَہٗ اِلٰی مَرْیَمَ عَلَیْھَا السَّلَامُ فَحُدِّثَ عَنْ اُبَیٍّ اَنَّہٗ دَخَلَ مِنْ فِیْھَا (رواہ احمد)

ترجمہ ابی بن کعب سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے۔ وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّکَ من بنی ادم من ظھورھم ذریتھم۔ کہ خدا نے (آدم کی اولاد کو) جمع کیا اور ان کو طرح طرح کا قرار دیا (یعنی کسی کو مالدار اور کسی کو غریب) پھر ان کو شکل و صورت عطا کی اور پھر گویائی بخشی اور انہوں نے باتیں کیں پھر ان سے عہد و پیمان لیا اور پھر اپنے آپ پر اُن کو گواہ قرار دے کر پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ (باقی)

باقی بر صفحہ ۱۲

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۳ | ۲۲ شعبان ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۵۸ء | شمارہ ۴۳

شراب نوشی کی ممانعت

قرآن ام الخبائث ہے یعنی تمام برائیوں کی اصل جان۔ کسی مذہب نے بھی اس کا استعمال جائز نہیں کیا۔ اسلام میں تو شراب کی حرمت کتاب و سنت دونوں سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ المائدہ ع ۱۲ پ ۷ میں اللہ تعالیٰ نے اس کو (رجس من عمل الشیطان) شیطان کا گندہ کام فرما کر اس سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب پر اس کے پینے پلانے بیچنے خریدنے نچوڑنے اور اٹھا کر لے جانے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔ ایک دوسرے ارشاد میں آپؐ نے فرمایا کہ میرے بزرگ و برتر خدا نے قسم کھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ پئے گا میں اس کو دوزخیوں کے بدن سے نکلی ہوئی اتنی ہی پیپ پلاؤں گا۔ اور جو شخص میرے خوف سے شراب پینا چھوڑ دے گا۔ میں اس کو پاک حوضوں میں سے (شراب طہور) پلاؤں گا۔

اس کے علاوہ ہر ملک کے ڈاکٹر اور اطباء نے بھی اس کی برائیاں بیان کی ہیں۔ ایسی بری چیز کا جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں کھلے بندوں استعمال زبان حال سے یہ اعلان کر رہا ہے۔ کہ جس سرزمین کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ آج اسی میں اسلام سے کھلی بغاوت کی جا رہی ہے۔ اس کے لئے عوام اور حکام دونوں ذمہ دار ہیں۔ اگر عوام اسلامی معاشرت اور طرزِ زندگی اختیار کر لیں اور منہیات سے اجتناب کرنے لگیں تو حکومت شراب کی ممانعت کرے یا نہ کرے۔ یہاں شراب کا پینا پلانا تو درکنار اس کی نقل و حمل بھی ناممکن ہو جائے۔ جس ملک کی اسی فی صدی آبادی اسلام کی شیدائی ہو۔ وہاں شراب کی دکانیں ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کی جا سکتیں۔ اسی طرح اگر حکومت شراب کو بند کرنا چاہے تو اس کو استعمال کرنے کی کون جرأت کر سکتا ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس۔ اسلام کے نام لیوا ہی شراب نوشی کر کے اسلام کا منہ چڑا رہے ہیں عوام اور حکام دونوں شراب کے رسیا ہیں۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح احکام کے باوجود وہ شراب پیتے، پلاتے اور خرید و فروخت کرتے ہیں۔

> جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔ انہیں ڈرنا چاہیئے۔ کہ کہیں وہ کسی فتنے یا عذاب الیم میں مبتلا نہ ہو جائیں۔
> ۲۴ : ۶۳

قومی اسمبلی کے موجودہ سیشن میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے پاکستان کے وزیر داخلہ نے جو خیر سے خود مسلمان ہیں۔ یہ انکشاف کیا ہے کہ حکومت تمام ملک میں شراب نوشی کی ممانعت کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔ اس کے تو یہ معنی ہیں کہ جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کی حکومت کو اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف اپیل کی سماعت کا حق حاصل ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ٭

کاش کہ آج حضرت عمرؓ زندہ ہوتے تو حکومت کے ایسے کارپردازوں کو گردن زدنی قرار دے کر اڑا دیتے جس ملک کا آئین کتاب و سنت کا آئینہ دار ہو۔ وہاں جمہوریہ اسلامیہ کے اعلان کے دو سال بعد بھی ایک صریح حرام چیز کی ممانعت کی تجویز پر صرف غور مضحکہ خیز ہی نہیں۔ بلکہ اسلام دشمنی کے مترادف ہے۔ خدا ہمیں بدگمانی سے بچائے۔ لیکن گیارہ سال کا تجربہ ہمیں یہ کہنے پر مجبور کر رہا ہے کہ کسی دن یہ ملک اس مصرعہ کا مصداق بن کر رہے گا۔

جہاں سارا بنے گا میخانہ ہر کوئی بادہ خوار ہوگا

آخر میں ہم ارباب اقتدار کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ آئین الٰہی کی خلاف ورزی کر کے اس کے غیظ و غضب کو نہ للکاریں۔

نہ جا اس کے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی
ڈر اس کی دیرگیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

رمضان المبارک

کا مہینہ چند دن کے بعد شروع ہونے والا ہے۔ اگر آپ مسلمان ہیں تو اس کا خود بھی احترام کریں اور پیار اور محبت سے دوسروں کو بھی اس کا احترام کرنے کی رغبت دلائیں۔ اس کا صحیح احترام تو یہ ہے کہ دن کو روزہ رکھیں اور رات کو تراویح میں قرآن مجید سنیں۔ اس مہم میں یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ اگر آپ مسافر یا بیمار ہیں تو سفر سے واپسی پر یا صحتیاب ہونے پر روزہ رکھیں۔ اگر آپ بالکل روزہ رکھنے کے قابل نہیں تو کسی غریب دیندار مسلمان کو روزہ رکھوا دیں۔ اس صورت میں سر بازار کھانے پینے سے پرہیز کریں۔ یہ بھی رمضان المبارک کا احترام ہے۔ جو دکاندار دن کو کھانے پینے کی اشیاء فروخت کریں۔ اور لوگوں کو اپنی دکان میں بٹھلا کر کھلائیں پلائیں۔ ان کو پیار اور محبت سے سمجھائیں۔ اگر پھر بھی نہ سمجھیں تو ان سے سودا لینا بند کر دیں

باقی بر صفحہ ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۵ شعبان المعظم مطابق ۷ مارچ ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی مسجد جامع شیرانوالہ لاہور

حزب اللہ کی جماعت کے ممبر کون لوگ ہیں
اور
حزب الشیطان کی جماعت کے ممبر کون لوگ ہیں

برادران اسلام۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسانوں کی مختلف پہلوؤں کے لحاظ سے تقسیمیں فرمائی ہیں۔ مثلاً ایک تقسیم کے لحاظ سے موحد اور مشرک دو قسمیں ہیں۔ دوسری تقسیم کے لحاظ سے مومن اور کافر ہیں تیسری تقسیم کے لحاظ سے اصحٰب الجنۃ (بہشتی) اور اصحٰبُ النار (دوزخی) ہیں۔ آج قرآن مجید سے اس تقسیم کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جس میں انسانوں کی دو قسمیں کی گئی ہیں۔ ایک حزب اللہ (اللہ والی جماعت) دوسری حزب الشیطان (شیطان والی جماعت) ان دونوں ناموں سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ بہشت میں وہ جماعت داخل کی جائیگی جو حزب اللہ والوں کی ہوگی اور چونکہ شیطان اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔ جس جماعت کی رہنمائی اس نے کی ہوگی۔ اور جس جماعت نے اس کی زیر ہدایت دنیا کی زندگی بسر کی ہوگی وہ غضب الٰہی کی مستحق ہوگی۔ اور جہنم کا ایندھن بنے گی۔ آج کی صحبت میں چاہتا ہوں کہ

قرآن مجید کے آئینے میں

دونوں کی تصویر دکھا دوں۔ اس کے بعد ہر آدمی اپنے متعلق خود فیصلہ کرے۔ کہ ان دونوں تصویروں میں سے اس کی تصویر کونسی ہے۔ تاکہ میری پیش کردہ سطروں کے پڑھنے والے قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکیں کہ اے اللہ ہمیں تو علم ہی نہیں ہوا۔ ورنہ یقیناً حزب الشیطان سے نکل کر حزب اللہ کی جماعت میں آ کر شامل ہو جاتے۔ وما علینا الا البلاغ

قرآن مجید میں حزب اللہ کا ذکر

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(سورۃ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸)

ترجمہ:۔ آپ ایسی قوم نہ پائینگے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔ اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے اور انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہینگے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی اللہ کی جماعت ہے خبردار بیشک اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہونے والی ہے۔

اللہ والی جماعت کے اوصاف

پہلی صفت

اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعا پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس کی ذات کو ذات اور صفات کے لحاظ سے وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ مانیں۔ بالفاظ دیگر اس کے ننانوے اسماء الحسنیٰ کو بھی اس کی ذات کے ساتھ مخصوص مانیں۔ اگر اس کی ذات جیسا کسی اور کو مان لیا تو مشرک ہو جائے گا۔ اور مشرک کبھی بھی خدا تعالےٰ کا دوست نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کو صفات کے لحاظ سے بھی وَحدَہٗ لَا شریک لہٗ مانے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے ساتھ اس کی صفات میں بھی کسی اور کو شریک مان لیا تو بھی مشرک ہو جائیگا مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے دو صفتیں اَلْقَابِضُ اور اَلْبَاسِطُ ہیں۔ یعنی رزق میں تنگی کرنے والا اور کشادہ کرنے والا ہے۔ اب اگر یہی دو صفتیں کسی اور میں بھی مان لی جائیں کہ وہ شخص بھی انسان کے رزق میں تنگی یا کشادہ کرنے کا اختیار رکھتا ہے تو اس عقیدے والا انسان مشرک ہو جائے گا۔

دوسری مثال

مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ اولاد کا دینا نہ دینا اللہ تعا کے اختیار میں ہے۔ اگر دے۔ تو پھر چاہے تو فقط لڑکیاں دے اور اگر چاہے تو فقط لڑکے دے اور اگر چاہے تو لڑکے لڑکیاں دونوں ملا کر دے۔ اور اگر نہ چاہے تو کچھ بھی نہ دے مذکورالصدر عبارت کی شہادت قرآن مجید سے ملاحظہ ہو۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

(سورہ شوریٰ ع ۵ پ ۲۵)

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے۔ لڑکیاں

عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے۔ بانجھ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ خبردار قدرت والا ہے

اب اگر ایک شخص

اللہ تعالےٰ کو ذات کے لحاظ سے تو وحدہٗ لا شریک ہی مانتا ہے۔ کہ سوائے ایک خدا کے دوسرا کوئی خدا نہیں ہے۔ مگر اس کے بعد اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو بھی اولاد کے دینے یا نہ دینے کا اختیار خیال کرے تو یہ شخص بھی مشرک ہی کہلائے گا۔

ایک مثال

شرک فی الصفات کی وضاحت کے لیئے ایک مثال عرض کی جاتی ہے۔ مثلاً ایک منکوحہ عورت یہ اقرار کرتی ہے۔ کہ میں فلاں کی بیوی ہوں۔ اس اقرار کی بنا پر اس عورت کا فرض ہے کہ اپنی زندگی کی تمام ضروریات کا مطالبہ فقط اپنے خاوند سے کرے۔ اگر خدا نخواستہ اپنی ضروریات زندگی کا مطالبہ اپنے خاوند کے دوست سے کرنا شروع کر دے۔ تو تو کیا کوئی غیور خاوند اپنی بیوی کا غیر سے اس قسم کا تعلق برداشت کر سکتا ہے۔ اگر اسی معاملہ میں جھگڑا ہو جائے تو ہر عقلمند انسان بیوی کو جھوٹا کریگا کہ جب تیرا خاوند موجود ہے اور وہ بحیثیت خاوند ہونے کے تیری ضروریات کا ذمہ دار ہے تو پھر تمہیں کیا حق ہے کہ اس کے سوا غیر کے سامنے ہاتھ پھیلاو اے منی کے قطرہ سے پیدا ہونیوالے انسان تیرے اندر یہ غیرت موجود ہے کہ جو تیری کہلائے وہ کسی حاجت میں بھی سوائے تیرے کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے

تو خود فیصلہ کر!

کہ وہ اللہ جل شانہ جس کا تو کلمہ پڑھتا ہے۔ اگر تم اپنی حاجت روائی کے لیئے غیر کے دروازہ پر جاؤگے اور اس سے اپنی حاجت روائی کا مطالبہ کروگے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ کی غیرت گوارا کر سکتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی تمام مخلوقات کی حاجت روائی کا ذمہ اٹھایا ہوا ہے۔ اس کا اعلان ملاحظہ ہو۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ

إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝ (سورہ ہود رکوع ۱ پ ۱۲) ترجمہ:۔ اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں۔ مگر اس کی روزی اللہ پر ہے۔ اور جانتا ہے۔ جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں وہ سونپا جاتا ہے۔ سب کچھ واضح کتاب میں ہے

حاصل

گزشتہ سطور کا حاصل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے کے معنی یہ ہے کہ اس کو ذات اور صفات کے لحاظ سے وحدہٗ لا شریک مانا جائے۔ عام طور پر مسلمانوں میں شرک فی الذات تو نہیں ہے۔ البتہ شرک فی الصفات بکثرت پایا جاتا ہے۔

توحید خالص کا نور

واقعہ یہ ہے کہ توحید خالص کا نور انسان کو تب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ یا تو خود قرآن شریف کے معانی اور مطالب پر خود غور کرنے کی صلاحیت حاصل ہو۔ اور یا اس شخص کے دامن سے وابستہ ہو۔ جس کے سینے میں نور قرآن مجید بدرجہ اتم و اکمل پایا جائے۔ جو شخص ان دونوں درجوں میں سے کسی درجہ میں بھی داخل نہ ہو۔ اس کا شرک سے بچنا قریب محال کے ہے کیونکہ اس کی جہالت کے باعث شیطان کہیں نہ کہیں اسے گمراہی کے گڑھے میں لا ہی ڈالے گا۔

دوسری صفت

اللہ والی جماعت کی دوسری صفت "قیامت کے دن پر ایمان لانا ہے"۔ یہ عقیدہ بھی انسان کو اللہ تعالےٰ کو راضی رکھنے کے لیئے مجبور کر دیتا ہے۔ اسی دن کے متعلق قرآن مجید میں اعلان ہے۔ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ۝ سورۃ الانفطار پ ۳۰ ترجمہ۔ جس دن کوئی کسی کے لیئے کچھ بھی نہ کر سکے گا۔ اور اس دن سارا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہوگا۔

اس عقیدے کا نتیجہ

یہ ہوگا کہ انسان قیامت کے دن کی نجات کے لیئے دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرے گا۔ میری اس تحریر کا ثبوت قرآن مجید سے ملاحظہ ہو۔

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ۝ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۖ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ۝ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآنِيَةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ۝ قَوَارِيرَ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا ۝ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ۝ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنْثُورًا ۝ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ۝ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۝ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا ۝ سورۃ الدھر رکوع ۱ پ ۲۹ — ترجمہ بے شک نیک ایسی شراب کے پیالے پئیں گے۔ جس میں چشمہ کافور کی آمیزش ہوگی وہ ایک چشمہ ہوگا۔ جس میں سے اللہ کے نیک بندے پئیں گے۔ اس کو آسانی سے بہا کر لے جائینگے وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔ جس کی مصیبت ہر جگہ پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور وہ اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں تو خاص اللہ کے لیئے۔ نہ ہمیں تم سے بدلہ لینا مقصود ہے اور نہ شکر گزاری۔ ہم تو اپنے رب

سے اور اُداس (اور) ہولناک دن سے ڈرتے ہیں۔ پھر اللہ اس دن کی مصیبت سے انہیں بچا لے گا اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا۔ اور ان کے صبر کے بدلے ان کو جنّت اور ریشمی پوشاکیں دے گا۔ اس میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ نہ وہاں دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی۔ اور ان پر ان کے سائے جُھک رہے ہوں گے۔ اور پھلوں کے گچھے بہت ہی قریب لٹک رہے ہوں گے۔ اور ان پر چاندی کے برتن اور شیشے کے آبخوروں کا دَور چل رہا ہوگا۔ شیشے بھی چاندی کے شیشے جو ایک خاص انداز پر ڈھالے گئے ہوں گے۔ اور انہیں وہاں ایسی شراب کا پیالہ پلایا جائے گا۔ جس میں سونٹھ کی آمیزش ہو گی۔ وہ وہاں ایک چشمہ ہے۔ جس کا نام سلسبیل ہے۔ ان کے پاس سدا رہنے والے لڑکے (خادم) گھومتے ہونگے جب تو ان کو دیکھے گا۔ تو خیال کریگا کہ وُہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ اور جب تو وہاں دیکھے گا۔ تو نعمت اور بڑی سلطنت دیکھیگا۔ ان پر باریک سبز اور موٹے ریشم کے لباس ہونگے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور انہیں ان کا رب پاک شراب پلائے گا۔ بیشک یہ (تمہارے نیک اعمال کا) بدلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی۔ اللھم اجعلنا منھم

تیسری صفت

اللہ والوں کی تیسری صفت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نافرمانوں سے دوستی نہیں رکھتے۔ اگرچہ وہ لوگ ان کے باپ ہوں۔ یا ان کے بیٹے ہوں۔ یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے اور رشتہ دار ہوں۔

کیونکہ

یہ قاعدہ ہے کہ دوست کا دشمن دشمن ہوتا ہے۔ لہذا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہوں۔ اور ان کی نافرمانی کے باعث اللہ تعالےٰ کا غیض وغضب ان کے خلاف بھڑک رہا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ سے دوستی اور محبت کا دم بھرنے والے ایسے لوگوں کو کب اپنا دوست بنا سکتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

قرآن مجید میں حزب الشیطان کا ذکر

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۝

(سورۃ المجادلہ رکوع ۳ پ ۲۸) **ترجمہ۔**

کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا۔ جنہوں نے اس قوم (یہود) سے دوستی کر رکھی ہے۔ جن پر اللہ کا غضب ہے۔ نہ وُہ تم میں سے ہیں۔ اور نہ ان میں سے اور وُہ جان بوجھ کر جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے عذاب تیار کر رکھا ہے۔ بیشک وُہ بہت ہی بُرا ہے۔ جو کچھ وُہ کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے۔ پس وہ (لوگوں) کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ تو ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ اللہ کے مقابلے میں نہ تو ان کے مال ہی کچھ کام آئیں گے۔ اور نہ ان کی اولاد کچھ کام آئے گی۔ یہ دوزخی لوگ ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ جس دن اللہ تعالےٰ ان سب کو قبروں سے اُٹھائے گا۔ تو اس کے سامنے بھی ایسی ہی قسمیں کھائیں گے۔ جیسی کہ تمہارے سامنے کھاتے ہیں۔ اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم رستے پر ہیں۔ خبردار بیشک وہی جھوٹے ہیں۔ ان پر شیطان نے غلبہ پالیا ہے۔ پس اس نے انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے۔ یہی شیطان کا گروہ ہے۔ خبردار بیشک شیطان کا گروہ ہی نقصان اُٹھانے والا ہے۔ بیشک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ذلیلوں میں ہیں۔

زمانہ نبویؐ میں منافقوں کے گروہ

کی یہود سے دوستی تھی۔ آج کل کے دَور میں ہمارے پاکستان میں ایک بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی موجود ہے جو مردم شماری میں مسلمانوں میں نام لکھواتے ہیں اور انتخابات کے دنوں میں مسلمانوں کی سیٹوں پر قبضہ جمانے کے لئے مسلمانوں کے سامنے مسلمان بن کے آتے ہیں۔ اور جب کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تو پھر نہ خدا یاد رہتا ہے۔ نہ اسلام یاد رہتا ہے اور نہ مسلمان کا مفاد یاد رہتا ہے۔ عملاً اُنہیں اسلام سے کوئی تعلق نہیں (الا ماشاء اللہ شاید ہی کوئی اللہ کا بندہ ان میں ہوگا۔ جو الیکشن جیتنے کے بعد اسلام کی خدمت کرے اور مسلمانوں کے مفاد کو مدّ نظر رکھے۔ اس طبقہ کے لوگوں کو تہذیب پسند ہے تو نصاریٰ کی تمدّن پسند ہے تو نصاریٰ کا۔ تعلیم پسند ہے تو نصاریٰ کی۔ غرضیکہ ان کی زندگی کے چوبیس گھنٹوں کا پروگرام نصرانیہ کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے

میرے بیان کی تصدیق

اے نوجوانو! اگر میری بات پر یقین نہیں آتا تو اپنے امام ملک الشعراء ڈاکٹر سر اقبال رح کی زبان سے تعلیمیافتہ نوجوانوں کے متعلق سُن لو۔

پس چہ باید کرد اے اقوام شرق صفحہ ۹۵

ابن غلام ابن غلام ابن غلام
حریت اندیشۂ اورا حرام
مکتب از وے جذبۂ دیں در ربود
از وجودش ایں قدر دانم کہ بود
ایں زخود بیگانہ ایں مست فرنگ
نان جو می خواہد از دست فرنگ

از پیام مشرق صفحہ ۱۶۹

اے کہ در مدرسہ جوئی ادب و دانش و ذوق
نخرد بادہ کس از کارگہ شیشہ گران

از بال جبریل صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳

آہ مکتب کا جوانِ گرم خون
ساحر افرنگ کا صید زبون

مُرغ پر نا رستہ چوں پرّاں شود
طعمۂ ہر گربۂ درّاں شود

بال جبرئیل صفحہ ۶۹

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدائے لا الہ الا اللہ
خودی میں گم ہے خدائی تلاش کر غافل
یہی ہے تیرے لئے اب صلاح کار کی راہ

آب زر سے لکھنے کے قابل

ڈاکٹر اقبال صاحب مرحوم کے اشعار کا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ میرے دوست ڈاکٹر صاحب مرحوم نے اپنے اشعار میں تعلیم یافتہ نوجوان کے بگڑے ہوئے جذبات کا ذکر کرکے اس کی صحیح رہنمائی فرمائی ہے۔ حق پرست علمائے کرام بھی نوجوانوں سے یہی چیزیں فرمایا کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ اکثر تعلیم یافتہ نوجوان کے دل میں علمائے دین کی عزت نہیں ہے۔ اس لیئے ان کے ارشادات کو (جو کتاب و سنتہ کی روشنی میں ہوتے ہیں) ایک مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔ اسی لئے ان کے ارشادات اس کے لئے مؤثر نہیں ہوتے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور نے بھی وہی فرمایا ہے جو حق گو اور حق پرست علماء کرام فرمایا کرتے ہیں۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے اپنے لب و لہجہ میں فرمایا ہے اور تعلیم یافتہ نوجوان کو ان سے بڑی محبت اور عقیدت ہے اس لئے دعا کرتا ہوں کہ تعلیم یافتہ نوجوان ڈاکٹر صاحب مرحوم کے اشعار کے آئینہ میں اپنا منہ دیکھ کر اپنی اصلاح کرے۔ میرا مقصد تو یہ ہے کہ یہ روحانی مریض شفا پائے خواہ کسی معالج کے علاج سے ہو۔

لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادیؒ کا تعلیم جدید کے متعلق فیصلہ

وضع و روش اطفال کی ہے قوم پر بار گراں
رسموں کا شکوہ اک طرف مذہب کا رونا اک طرف
کہتے ہیں لڑکے جی مگر کالج سے فرصت ہے کہاں
یہ ساری باتیں اک طرف اور پاس ہونا اک طرف
پڑھے اس جا جہاں تاثیر ملت جا نہیں سکتی
بسے اس جا کہ آوازِ اذاں بھی آ نہیں سکتی
تمہیں کو ناز ہو اے نوجوانوں اس طریقہ پر
میری امید تو نغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

مجھے اُمید ہے

کہ تعلیم یافتہ نوجوان اپنے دُوسرے بزرگوں کا تعلیم پر تبصرہ غور سے پڑھے گا اور اس سے عبرت حاصل کرے گا۔

دونوں بزرگوں کے تبصروں کا حاصل

یہ ہے کہ تعلیم جدید نوجوان کو مذہب و ملت سے دُور ہٹا رہی ہے۔ خدا تعالےٰ سے منقطع کرا رہی ہے۔ آخرت کے خوف کو دل سے نکال رہی ہے۔ اسلام اور حامیان اسلام کی وقعت اور عزت دلوں سے محو کر رہی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دو شعر

میرے دل کی افسردگی کے ترجمان

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا
دار ہستی کچھ سہی لیکن یہی پایا گیا
بے خبر ہنستے رہے اور باخبر رو دیا کئے

سکولوں اور کالجوں میں عورتوں کی تعلیم

کے متعلق تعلیم یافتہ حضرات میں سے اسلام کا درد دل رکھنے والوں کے جذبات ملاحظہ ہوں۔

نفیس خلیلی صاحب بی اے امرتسری کے اشعار

خطرناک تعلیم ہے ہوش کیجئے
سیہ کاریوں کو نہ یوں مول لیجئے
مجھے اسوۂ فاطمہ کی قسم ہے
وُہ آتش ہے اخلاق جس سے بھسم ہے
میں پُر عیب حجت مری عیب جوئی
تمہاری طرح بھی نہ غافل ہو کوئی

یہی ہے جو تعلیم نسواں تمہاری
یہی ہے جو ابلیس کی پاسداری
یہی ہے جو انداز غفلت شعاری
تو آگاہ رہنا اجل کی ہے باری
وہ بدنام جلوہ گری کالجوں کی
مسلمان لڑکی پری کالجوں کی
جو گھر سے چلی ایک فتنہ بپا ہے
چکا چوند میں اک جہاں مبتلا ہے
نمائش کی خاطر وہ صورت چھپانا
وہ مصنوعی انداز میں شرم کھانا
نگاہیں لڑانا ادائیں دکھانا
یہی ہے نئی روشنی کا زمانا
اسے آپ دورِ ترقی کہیں گے
غضب ہے یہ کب تک عقیدے رہیں گے

سکولوں میں یوں بھیجنا نا رَوا ہے
کھلی صنف نازک کے حق میں دغا ہے
نہیں ہیں اگر حمل و اغوا گوارا
تو اسکول و کالج سے کیجئے کنارا
ان آتشکدوں میں گراؤ نہ اس کو
یہ اہلِ جناں ہے جلاؤ نہ اس کو

پردہ اور تعلیم کے متعلق ابو الاثر خاں صاحب حفیظ جالندھری کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

آؤ آنکھیں ہیں تو دیکھو صورت حالات کو
آؤ گوشِ ہوش سے سُن لو سمجھ لو بات کو
دیکھتے ہو ملک میں قوموں نے کیا بدلا ہے رنگ
ہو گیا تذرِ ترقی دامن ناموس و ننگ
کس طرف لے جا رہی ہے ہم کو تہذیب جدید
پردہ رہنے کی نظر آتی نہیں کوئی امید
یہ ہماری مائیں بہنیں اور بیوی بچیاں
ہم سمجھتے ہیں انہیں اتنا مقدس بے گماں
اس قدر پاک و مقدس اتنی محبوب عزیز
جس قدر عورت کی عفت ہے نہیں ہے کوئی چیز
ہم بچانا چاہتے ہیں ان کو چشم غیر سے
کیونکہ ہم واقف ہیں اس دنیا کے شر و خیر سے
یہ نمائش جس پہ اس دنیائے نو کو ہے غرور
دختران ملتِ اسلام ہیں اس سے نفور
ہم نہ لائیں گے انہیں اس امتحاں کی راہ میں
دل کے ٹکڑوں کو نہ رکھیں گے نمائش گاہ میں
اب مسلمانوں میں بھی نکلے ہیں کچھ روشن خیال
جنکی نظروں میں حجاب صنف نازک ہے ؟ ل
چاہتے ہیں ماؤں بہنوں کو یہ عریاں دیکھنا
محفلیں آباد لیکن گھر کو ویراں دیکھنا
بادۂ تعلیم مغرب سے جو ہوتے ہو خراب
کیا تمہیں مسرور کر سکتی نہیں اُم الکتاب

ملک میں تعلیم موجودہ کا جو آئین ہے
دختران ملت بیضا کی یہ توہین ہے
ہو چکا اب تک جو فرزندان ملت کے لئے
وُہ بہت کافی ہے اس ملت کی ذلت کیلئے
کر دیا تم نے لڑکوں کو اسقدر روشن خیال
دیدۂ افلاس کی زینت ہے اب ان کا جمال
کیا یہی تعلیم دوگے دخترانِ قوم کو
کیا اسی الجھن میں الجھاؤ گے جانِ قوم کو
کیا خدا کے فضل سے بھی ہو چکے ہو نا امید
کیا پیغمبر سے بھی اب ملتی نہیں تم کو نوید

چاروں بزرگوں کے ارشادات سے میری تائید

برادران اسلام میں نے قرآن مجید کی روشنی میں موجودہ تعلیم یافتہ نوجوان کی اصلا[ح]

سے لاپرواہی اور بے راہ روی کا جو ذکر کیا تھا۔ اس کی تائید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے مسلم المتعظیم چار بزرگوں کی کلام سے کرا چکا ہوں۔

دُعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نوجوان مسلمان کو اسلام کی صداقت کا نور دل میں عطا فرمائے اور آخرت کی نجات کے لئے اسے دنیا ہی سے نیکیوں کا سرمایہ جمع کرکے لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

ورنہ

قرآن مجید سے میری پیش کردہ معروضات کا یہ نتیجہ ضرور ہوگا کہ قیامت کے دن یہ بے دین طبقہ یہ تو نہیں کہہ سکے گا کہ اللہ تیرا پیغام مجھے تو تیرے کسی بندے نے دنیا میں پہنچایا ہی نہیں تھا۔

و ما علینا الا البلاغ و اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

مجلس ذکر منعقدہ ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ مطابق ۶ مارچ ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدوم و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد۔ آج ایک شعر کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہی آج کا سبق ہے۔ کسی اللہ والے نے کہا ہے ؎

چشم بند و گوش بند و لب ببند
گر نہ بینی سرِ حق بر ما بخند

یہ اصلاح باطن کا نسخہ ہے جو کسی اللہ والے نے بتلایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ آنکھ کو استعمال کرو اور نہ کان اور نہ زبان کو۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے نظر نہ آئیں تو ہم پر ہنسنا کہ اس نے ہمیں غلط کہا تھا۔

آنکھ کی بندش

کا اللہ تعالیٰ نے بھی حکم دیا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ الآیہ (سورہ النور رکوع ۴ پ ۱۸) ترجمہ:۔ (ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔ اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں۔

آگے عورتوں کو بھی حکم دیتے ہیں۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ الآیہ (سورہ النور رکوع ۴ پ ۱۸)۔ ترجمہ:۔ اور ایمان والیوں سے کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔)

آنکھ ہی بُرائی تک پہنچاتی ہے۔ اور یہی بدکاری کا موجب بنتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی بندش کا مردوں اور عورتوں دونوں کو حکم دیا ہے بعض اوقات بُرائی کی ابتدا مرد کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات عورت کی طرف سے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ خطاب فرمایا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم زانی مرد اور عورتوں کو جہنم میں جلتے ہوئے دیکھ کر آئے ہیں۔

کان کی بندش

اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف کوئی آواز کان میں جانے نہ پائے۔ بعض اوقات سریلی آواز بدکاری کا ذریعہ بنتی ہے۔ عورت کی آواز سہانی ہو تو مرد کا دل چاہتا ہے کہ اس کو دیکھے۔ جس طرح اونٹ کے ناک میں نکیل ڈال دی جائے تو ایک چھوٹا سا بچہ بھی اس کو قابو کر لیتا ہے۔ اسی طرح شیطان لعین سُریلی آواز کی نکیل ڈال کر مرد کو بدکاری کی طرف لے جاتا ہے۔ آج کل تو ریڈیوں پر رنڈیوں کے گانے روز ہوتے ہیں۔ اور سب گھر بیٹھے ہوئے گانے سُنتے ہیں۔ پاکستان ریڈیو سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے۔ اور اُس کے بعد گانے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ تو اسلام کا مذاق اُڑانا ہے۔ اس کی مثال تو ایسی ہے۔ جیسے کوئی پہلے بسم اللہ پڑھے اور پھر بدکاری شروع کر دے یہ ریڈیو کی لعنت انگریز کی چلائی ہوئی ہے۔ جتنا وقت تم رنڈیوں کے گانے سُنتے ہو۔ اتنا وقت گناہ میں صرف ہوتا ہے اور فرشتے تمہارے نامۂ اعمال میں لکھ رہے ہیں۔ گزشتہ سال جب میں عمرہ کے لئے گیا تھا۔ تو جس موٹر میں ہم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا سفر کر رہے تھے۔ اس میں ریڈیو لگا ہوا تھا اور بدوی ڈرائیور ساری رات ریڈیو لگائے رکھتا تھا۔ ہم نے منع کیا تو کہنے لگا اس سے نیند نہیں آتی یہ یورپ سے آئی ہوئی لعنت ہے جو انگریز تمہارے

گلے میں ڈال گیا ہے۔ کبھی باجے اور کبھی گانے ہوتے ہیں۔ اس سے تو بہتر یہ تھا کہ کانوں میں شنوائی نہ ہوتی تاکہ تمہارے خلاف ڈائری تو نہ جاتی۔

زبان کی بندش

زبان سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ ہر صبح جسم کے سارے اعضاء زبان کے سامنے عاجزی کرتے اور کہتے ہیں کہ ہمارے معاملہ میں خدا سے ڈر اس لئے کہ ہم تیرے ساتھ وابستہ ہیں تو اگر ٹھیک رہے گی تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے۔ اور تو کج روی اختیار کریگی تو ہم بھی کجرو ہونگے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا ارشاد ہے۔ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَضْمَنْ لِّيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ سے اس کا عہد کرے کہ وہ اپنے دونوں کلوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور اپنے دونوں پاؤں کے درمیان والی چیز یعنی (شرمگاہ) کی حفاظت کرے گا۔ تو میں اس کو جنت میں داخل کرانے کا ٹھیکہ لیتا ہوں۔

شرمگاہ کی حفاظت کے لئے قرآن مجید کی آیت پیش کر چکا ہوں۔ شرمگاہ اور زبان دونوں بڑی خطرناک چیزیں ہیں ایک اور ارشاد نبوی ملاحظہ ہو۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ (متفق علیہ) ترجمہ۔ (حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ چغل خور جنت میں نہ داخل ہوں گے)

یہاں بھی زبان ہی کا ذکر ہے آنکھ اور کان کی ترجمانی زبان کرتی ہے۔ دید کی آزادی سے ہی زنا کی اتنی کثرت ہے کہ ایک محتاط رپورٹ کے مطابق لاہور میں پانچ ہزار ناجائز بچے [illegible] ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان تینوں اعضا کو اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق [illegible] کرنے کی توفیق [illegible]

فرمائے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی وہ رحمتیں نازل ہونگی کہ نہ دیدہ نہ شنیدہ (نہ کبھی دیکھی ہونگی نہ کبھی سنی ہونگی) اس لئے تو میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ والوں کی جوتوں کی خاک سے وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے۔ اور جن کو یہ موتی نصیب ہو جائیں۔ ان سے اگر کہا جائے کہ زمین و آسمان کے خزانے لے لو اور یہ ایک موتی دے دو تو وہ اس کو مہنگا سودا خیال کریں گے۔ یہ موتی قبر میں بھی ساتھ جائیں گے۔ میدان محشر میں بھی کام آئینگے ان کی برکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔ اور آپؐ کے حوض کوثر سے پانی پلایا جائے گا اور دوزخ سے بچا کر جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔ یہ موتی ناپیوں کو نہیں ملتے۔ ان کا تو رخ ہی بدلا ہوا ہے۔ یعنی کعبہ سے ہٹ کر وہ یورپ کے راستہ پر چل رہے ہیں۔ ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
ایں راہ کہ تو می روی بترکستان است

کعبے کا راستہ تو وہ ہے جو اس شعر میں بیان کیا گیا ہے ؎

چشم بند و گوش بند و لب ببند
گر نہ بینی سر حق بر ما بخند

حواس ظاہری کو اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کا پابند بنا دیا جائے۔ تو اس کی رحمت کے وہ دروازے کھلتے ہیں۔ جن کا ذکر میں اس مجلس میں کرنا نہیں چاہتا اگر علماء کرام اور گریجوایٹ ہوں۔ تو ایک گھنٹہ میں ان سے صاد کرا دوں گا کہ آپ نے ٹھیک کہا ہے۔

جس طرح پہلی قومیں انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرکے عذاب الٰہی کو دعوت دیتی تھیں۔ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پ ۸) ترجمہ۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ وہ لے آ اگر تو سچا ہے۔)

پھر جب عذاب الٰہی آیا۔ تو اس کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے۔ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۙ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۚ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ (سورہ الحاقہ ع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ اور لیکن قوم عاد۔ سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے۔ وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی۔ (اگر تو موجود ہوتا تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا۔ کہ گویا وہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔

قوم عاد کے متعلق اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔ کہ ان جیسی مخلوق ہم نے پیدا ہی نہیں کی۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۙ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۙ (سورۃ الفجر پ ۳۰) ترجمہ۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ جو نسل ارم سے ستونوں والے تھے۔ کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا)۔ اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیغمبر کوئی نہیں آئے گا۔ آپ کے دروازہ کے غلام دعوت حق دیتے رہینگے لاہوری ان کی توہین کر رہے ہیں۔ اور پہلی قوموں کی طرح عذاب الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں۔ ان کے نزدیک مساجد میں ملاّ توہمات میں ڈوبے ہوئے افسانے پیش کرتے ہیں۔ خود حرامکاری کرتے ہیں۔ سینما دیکھتے ہیں۔ اور اس طرح اسلام کا منہ چڑا رہے ہیں۔ میں ان لوگوں سے کہتا ہوں۔ کہ اگر آنکھ نیچی نہ رکھی گئے۔ تو شرمگاہ نہ بچ سکے گی۔ [illegible] کی [illegible] بے پردہ پھرتی ہیں۔ جاذبیت کے سامان بہم پہنچا کر ٹھنڈی سڑک۔ باغ جناح۔ اور انارکلی میں غزل کے غزل پھرتی ہیں۔ پھر اخلاق کی جو حالت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو آنکھ کان اور زبان پر قابو رکھ کر دنیا میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

حمد باری تعالیٰ

از جناب عبدالرحمٰن [illegible]

شکور و بدیع و قدیر و جلیل! جمیلوں سے ہے ذات تیری جمیل
حکیم و بصیر و سمیع و علیم! نہیں کوئی مانند تیرے عظیم
تری ذات ہے یا الٰہی قدیم تبارک اللہ تعالیٰ غفور الرحیم
ہر اک شئے سے قدرت تری آشکار کیے آسماں بے ستوں استوار
یہ شمس و قمر انجم و کہکشاں ہیں جلووں کی تیرے یہ رعنائیاں!
یہ ہنگامۂ گردش روز و شب! تری قدرتوں کے ہیں آثار سب!
یہ ارض و سما انجم و مہر و ماہ! تری ذات کے ہیں نشاں اے الٰہ!
گلستاں میں رنگ بہار و خزاں! تری قدرتیں کر رہی ہیں عیاں!
گل و غنچہ و سوسن و نسترن ترا ذکر کرتے ہیں اے ذوالمنن
یہ گلہائے خنداں لب جوئبار ہیں صنعت گری کے تری شاہکار!
تری اس نے جب توڑ ڈالیں حدود! تباہ ہو گئی قوم عاد و ثمود!
یہ تیرا غضب تھا کہ وقت سحر! ہوئی لوطؑ کی قوم زیر و زبر
عجب ہیں تری قدرتیں اے الٰہ! کہ ناقہ کو پتھر سے پیدا کیا!
سلیماں کو تو نے دی سروری! کیے سب مطیع اس کے دیو و پری!
ترا نام عیسیٰؑ نے جس دم لیا! تو صد سالہ مُردے کو زندہ کیا!
ترا ذکر یونس نے جس دم کیا! اُسے بطن ماہی میں زندہ رکھا!
ترے آگے حیران ہے عقل بشر کہ فرزند پیدا کیا بے پدر!
پڑا کود آتش میں تیرا خلیلؑ بچایا اُسے تو نے رب جلیل!
ہر اک غم میں یاور فقط تیری ذات کہ دیتا ہے تو ہر بلا سے نجات!

اسے دین و دُنیا میں رکھ کامگار
کہ جاوید عاصی ہے پروردگار

نقشہ اوقات سحری و افطاری رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء

برائے شہر لاہور و مضافات

رمضان المبارک

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	اختتام سحری گھنٹہ	اختتام سحری منٹ	افطاری گھنٹہ	افطاری منٹ
ہفتہ	۲۲ مارچ	یکم رمضان	۴	۴۳	۶	۱۶
اتوار	۲۳	۲	۴	۴۲	۶	۱۶
پیر	۲۴	۳	۴	۴۰	۶	۱۷
منگل	۲۵	۴	۴	۳۹	۶	۱۸
بدھ	۲۶	۵	۴	۳۸	۶	۱۸
جمعرات	۲۷	۶	۴	۳۶	۶	۱۹
جمعہ	۲۸	۷	۴	۳۵	۶	۱۹
ہفتہ	۲۹	۸	۴	۳۳	۶	۲۰
اتوار	۳۰	۹	۴	۳۲	۶	۲۱
پیر	۳۱	۱۰	۴	۳۱	۶	۲۲
منگل	یکم اپریل	۱۱	۴	۲۹	۶	۲۲
بدھ	۲	۱۲	۴	۲۸	۶	۲۳
جمعرات	۳	۱۳	۴	۲۷	۶	۲۴
جمعہ	۴	۱۴	۴	۲۵	۶	۲۵
ہفتہ	۵	۱۵	۴	۲۴	۶	۲۵
اتوار	۶	۱۶	۴	۲۳	۶	۲۶
پیر	۷	۱۷	۴	۲۱	۶	۲۶
منگل	۸	۱۸	۴	۱۹	۶	۲۷
بدھ	۹	۱۹	۴	۱۸	۶	۲۷
جمعرات	۱۰	۲۰	۴	۱۷	۶	۲۸
جمعہ	۱۱	۲۱	۴	۱۵	۶	۲۸
ہفتہ	۱۲	۲۲	۴	۱۴	۶	۲۹
اتوار	۱۳	۲۳	۴	۱۳	۶	۳۰
پیر	۱۴	۲۴	۴	۱۱	۶	۳۱
منگل	۱۵	۲۵	۴	۱۰	۶	۳۱
بدھ	۱۶	۲۶	۴	۸	۶	۳۲
جمعرات	۱۷	۲۷	۴	۷	۶	۳۲
جمعہ	۱۸	۲۸	۴	۶	۶	۳۳
ہفتہ	۱۹	۲۹	۴	۴	۶	۳۴
اتوار	۲۰	۳۰	۴	۳	۶	۳۵

شوال کے روزے

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	اختتام سحری گھنٹہ	اختتام سحری منٹ	افطاری گھنٹہ	افطاری منٹ
پیر	۲۱ اپریل	یکم شوال	۴	۱	۶	۳۶
منگل	۲۲	۲	۴		۶	۳۶
بدھ	۲۳	۳	۳	۵۹	۶	۳۷
جمعرات	۲۴	۴	۳	۵۸	۶	۳۸
جمعہ	۲۵	۵	۳	۵۶	۶	۳۹
ہفتہ	۲۶	۶	۳	۵۵	۶	۳۹
اتوار	۲۷	۷	۳	۵۴	۶	۴۰

ضروری ہدایات

مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقات سحر و افطار کے لئے مندرجہ ذیل منٹ جمع اور منہا کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ جہاں جمع (+) ہے۔ وہاں منٹ جمع کرتے ہیں اور جہاں نفی (−) ہے۔ وہاں منٹ نفی کرتے ہیں۔

شہر	سحر	افطار
لائل پور	+ ۵	+ ۴
منٹگمری	+ ۸	+ ۳
ملتان	+ ۱۶	+ ۵
سیالکوٹ	− ۵	− ۱
راولپنڈی	− ۲	+ ۱۱
پشاور	+ ۳	+ ۱۷

تیار کردہ غلام قادر اظہر ہیڈ ڈرافٹسمین خالد منزل ایف ۲۷۵۶ لائن سبحان خاں لاہور

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

ذالک (ضعف الایمان) حدیث۔ (یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے)۔ حکومت سے یہ امید رکھنا کہ وُہ قانوناً ہم سے اس کا احترام کرائے گی۔ خام خیالی ہے۔ اللہ تعالےٰ سب مسلمانوں کو رمضان المبارک کا پُورا پُورا احترام کر کے اسکی برکتوں سے بہرہ ور ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

انتقال پُر ملال

گزشتہ ہفتہ ملتان کے ایک گوشہ نشین اللہ والے کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحوم کا اسم گرامی سائیں طور شاہ صاحب تھا۔ مرحوم ایک عمر رسیدہ بزرگ تھے۔ اگرچہ ہمیں براہ راست ان کی زیارت کا موقعہ نصیب نہیں ہوا۔ لیکن حضرت شیخ التفسیر مدظلہ العالی وقتاً فوقتاً درس اور مجالس ذکر میں مرحوم کا ذکر خیر فرماتے رہتے ہیں۔ مرحوم اکثر حضرت اقدس کے ہاں کبھی کبھی نذرانہ بھجواتے رہتے تھے۔ اور حضرت بھی جب کبھی ملتان تشریف لے جاتے تو ان سے ضرور ملاقات فرماتے ایک دفعہ مرحوم نے حضرت شیخ الہندؒ کے ہاں ایک جوڑا پاپوش بھجوایا تو حضرت شیخ الہندؒ نے اس کو اپنے سر پر رکھ لیا۔ اس کے مقابلہ میں ایک عورت نے روپوں کی تھیلی بھیجی تو حضرت شیخ الہندؒ نے اس کو یہ فرما کر واپس کر دیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ بعض احباب کا کہنا ہے کہ مرحوم مستجاب الدعوات تھے۔ ادارہ مرحوم کی وفات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلےٰ مقام عطا فرمائے

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

معذرت

ہمیں افسوس ہے کہ بعض ناگزیر حالات کی بنا پر اس ہفتہ بھی رنگین ٹائیٹل ہدیۂ قارئین نہیں ہو سکے۔ انشاء اللہ آئندہ ہفتہ رنگین ٹائیٹل دوبارہ پیش خدمت کیا جائے گا۔

مدرسہ عربیہ اسلامیہ رحمانیہ چاہ رحمن والا کا دوسرا عظیم الشان سالانہ جلسہ زیر سرپرستی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری ۱۷-۱۸ مارچ ۱۹۵۸ء منعقد ہو رہا ہے مسلمانان علاقہ سے درخواست ہے کہ تشریف لا کر جلسہ کی رونق کو دوبالا فرمائیں۔
فیض احمد مہتمم

سلوک و تصوف و طریقت کے جواہر پارے۔ احسان، تصوف کی تفسیر، ذکر اللہ اور وصول الی اللہ کی صورتیں

حضرت شیخ الاسلام مدنی سیدنا قدس اللہ سرہ العزیز کے ارشادات

گذشتہ رمضان ۱۳۷۶ھ بانس کنڈی آسام میں شیخ الاسلام سیدنا و مقتدنا و مرشدنا حضرت الشیخ المدنی قدس اللہ سرہ العزیز نے چند مرتاض ذاکر و شاغل مریدین کو خلافت عطا فرماتے ہوئے جو چند جملے ارشاد فرمائے۔ وہ سلوک و طریقت کے جواہر پارے ہیں۔ اس راستہ کے راہرو ان کو مشعل راہ سمجھیں گے۔ سلوک و طریقت کے متعلق بہت سے شکوک و شبہات کا ان سے قلع قمع ہو جائیگا۔ شیخ اعظم کے یہ ارشادات اس وقت الجمعیۃ میں شائع ہوئے تھے۔ اب افادۂ عام اور ان آبدار موتیوں کی حفاظت کے لئے اسے "خدام الدین" کے لئے نقل کیا جا رہا ہے کہ شیخ رحمۃ اللہ کی جدائی کے بعد ان کے گرانمایہ علوم و معارف ہی ہمارے لئے قابل اتباع اور جہد و عمل کے زریں نقوش ہیں وکفی بہ قدوۃ

خاکپائے شیخ سمیع الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی میں سلوک و تصوف کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ مگر ضعف کی وجہ سے آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں احسان کی بہت تعریف کی ہے ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین ان الذین امنوا وعملوا الصلحت و احسنوا ما عملوا نتجاوز عن سیاتھم للذین احسنوا الحسنی و زیادۃ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ۝ اور بہت سی آیات ہیں جن میں اللہ تعالٰی نے احسان اور محسنین کی تعریف فرمائی ہے۔ جن سے احسان کا مقصود و مطلوب ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جناب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام ایمان اور احسان کا سوال کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کی تعریف فرمائی ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ احسان یہ ہے کہ عبادت کی حالت میں خیال ایسا ہو کہ گویا اللہ تعالٰی کو دیکھ رہا ہے۔ غلام جب اپنے آقا کو دیکھ کر کام کرتا ہے تو خشوع و خضوع کی کوئی حالت نہیں چھوڑتا جس کو اپنے اندر پیدا کر لیتا ہو۔ یہی حالت اللہ تعالٰی کی عبادات میں ہونی چاہیئے۔ اس کا نام احسان ہے

اسی احسان کو حاصل کرنے کے لئے تصوف کے تمام کام کئے جاتے ہیں۔ ہم عبادت

> **تم جو بھی اچھے کام کرو گے اللہ اس کی ناقدری نہ فرمائے گا۔ اللہ متقیوں کو خوب جانتا ہے (۳:۱۱۵)**

کرتے ہیں تو زبان پر فاتحہ شریف اور کلام اللہ ہوتا ہے اور دل تجارت اہل و عیال اور دنیاوی ضرورتوں میں لگا رہتا ہے یہ تو احسان نہ ہوا یہ تو غفلت ہوئی احسان تو اس طرح ہونا چاہیئے۔ جس طرح مالک کے روبرو غلام رہتا ہے۔ یہ احسان حاصل کرنے سے حاصل ہوتا ہے حاصل کرنے کے لئے جو کام کئے جاتے ہیں۔ اُسے سلوک کہتے ہیں۔

حضرات صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے دور میں دو چیزیں مقصود ہوتی تھیں۔ ایک حضور معلی اسی کو احسان کہتے ہیں دوسری شکل و صورت اخلاق و عادات۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی ہو جائیں۔

متقدمین اخلاق و عادات کے درست کرنے کو مقدم رکھتے تھے۔ جس سے انسان کے دل سے ریا و سمعہ کبر و بغض وغیرہ کو دُور کیا کرتے تھے۔ اس میں سالہا سال لگ جاتے تھے۔ اس کے بعد حضور مع اللہ کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ اس میں عمریں لگ جاتی تھیں اور بسا اوقات حضور حاصل ہونے سے پہلے سالک کی زندگی ختم ہو جاتی تھی۔ متاخرین نے احسان یعنی حضور کو مقدم رکھا ہے۔ اسی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اخلاق کی درستگی کی بھی کوشش ہوتی رہتی ہے۔ اور خود حضور کی کیفیت سے آہستہ آہستہ اخلاق کی اصلاح ہوتی چلی جائے گی۔ انہی کوششوں کا نام اب سلوک و تصوف پڑ گیا ہے۔ دورِ صحابہ میں احسان کی کیفیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صرف محبت کی برکت سے حاصل ہو جاتی تھی۔ آپؐ کے انوار سے دل کی گندگی دُور ہو جاتی تھی اور حضور حاصل ہو جاتا تھا۔ لیکن زمانہ جیسے جیسے گزرتا گیا۔ محنت اور ریاضت کی ضرورت بڑھتی گئی۔ غیر اللہ کا تعلق اور دُنیا کی محبت کی وجہ سے جو میل کچیل دل میں بڑھ گیا۔ اسے دُور کرنا پڑا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لکل شی صقالۃ وصقالۃ القلوب ذکر اللہ۔ ہر چیز کے صاف کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی چیز ہوتی ہے۔ جس سے اس کی گندگی اور زنگ دُور کیا جاتا ہے۔ اور دلوں کی صفائی کے لئے اللہ تعالٰی کا ذکر ہے۔ اس ذکر سے دل کی صفائی کا جو کام کیا جاتا ہے اس سے حضور حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اس کا نام سلوک ہے۔ اس کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔ نقشبندیہ کے یہاں ذکر آہستہ آہستہ ہے۔ قادریہ اور چشتیہ کے یہاں ذکر بالجہر ہے (ذکر جہری سے دل جلد صاف ہو جاتا ہے) سہروردیہ کے یہاں وظائف و نوافل بہت ہیں۔ و شاذلیہ درود شریف کی بہت کثرت پر زور دیتے ہیں مگر آخر میں سب ایک جگہ آ کر جمع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ہے مراقبہ ذات باری کا یعنی حضور و احسان حاصل ہو جائے وان تعبد اللہ کانک تراہ بہر حال دل کی صفائی کے جو طریقے ہیں۔ وہی سلوک ہیں۔ سلوک و تصوف کوئی نئی چیز نہیں ہیں۔ بلکہ حصول احسان کا نام ہے۔ جسے قرآن مجید

بھی بار بار کہا گیا ہے۔ مشائخ کے نزدیک احسان کا کم از کم مرتبہ ملکہ یاد داشت ہے۔ یعنی دل میں ایسی قوت اور اتنا رسوخ پیدا ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو سکے، اس کے بھی مراتب ہیں، بعض اس درجہ ترقی کر جاتے ہیں کہ کسی وقت اس کی یاد سے غافل نہیں ہوتے۔ سوتے جاگتے چلتے پھرتے ہر حال میں یاد رکھتے ہیں۔ لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله واقام الصلوٰة۔ یہ چیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے ایسی حاصل ہو جاتی تھی کہ کہیں رہیں۔ دنیا کے کسی کاروبار میں مشغول ہوں۔ اس کی یاد سے غافل نہیں ہوتے تھے یاد دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک لفظ اللہ اللہ یعنی اسم ذات کی یاد لفظ اللہ الرحمٰن وغیرہ اسم ہے یہ کم مرتبہ کا ذکر ہے۔ دوسرا ذکر مسمیٰ کا ذکر ہے۔ مسمیٰ ذات مقدسہ ہے جو رازق ہے۔ جس نے آسمان و زمین پیدا کیا ہے۔ ذات اور مسمیٰ کا ذکر اصلی اور اعلےٰ درجہ کا ذکر ہے جو بہت محنت سے حاصل ہوتا ہے جب قلب میں اس کا رسوخ پیدا ہو جاتا ہے تو اسے ملکہ یاد داشت کہتے ہیں۔ اس کے بعد ذکر سے غفلت نہیں ہوتی۔ جب یہ ملکۂ یاد داشت کسی اللہ کے بندے میں پیدا ہو جاتا ہے اور اسے اجازت دے دی جاتی ہے۔ میں آج مندرجہ فہرست ۱۶ بنگال و آسام کے ایک بخاری صاحب اور ۸ بہار کے لوگوں کو اجازت دیتا ہوں۔ جنہوں نے محنت کی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے قبول فرمایا ہے۔ مگر اس سے آدمی میں کبر اور گھمنڈ نہیں پیدا ہونا چاہیئے۔ عبادت میں ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ جتنا بھی آگے بڑھینگے اتنا ہی ڈرنا ضروری ہوگا۔ فلا يامن مكر الله الا القوم الخسرون۔ اللہ تعالےٰ سے ہمیشہ اس کی رحمت مانگنی چاہیئے اللہ تعالےٰ کا خوف و خشیت پیدا ہو جانا چاہیئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... سے زیادہ اللہ تعالےٰ سے خوف کھایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رات کے وقت تہجد پڑھنے میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے ایسی آواز آتی تھی جیسے ہانڈی کے پکنے سے آتی ہے۔ اس طرح حضورؐ راتوں کو رویا کرتے تھے۔ کسی وقت مطمئن نہیں ہونا چاہیئے۔ ہر وقت ڈرنا چاہیئے۔ جب تک ایمان پر خاتمہ نہ ہو جائے۔ کسی کو حقارت سے نہ دیکھے۔ سب سے مل جل کر رہے۔ محبت کے ساتھ رہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ یاد باری تعالےٰ سے غافل نہ ہو۔ تھوڑی دیر تک بڑی دلسوزی اور تضرع سے دُعا کی گئی (۲۷ رمضان المبارک کو بانسکنڈی میں مسترشدین کو اجازت دیتے ہوئے تقریر فرمائی۔ اس موقعہ پر حاضرین کی تعداد تین ہزار سے متجاوز تھی۔ ان ملفوظات قدسیہ میں حضرت شیخ الاسلام قدس اللہ سرہ العزیز نے انسانوں پر اللہ تعالےٰ کے انعامات۔

فحش باتوں کے قریب بھی مت جاؤ
چاہے وہ کھلی ہوئی ہوں یا چھپی ہوئی
(۶ : ۱۵۱)

فرائض انسانیت، اللہ تعالیٰ کا ذکر و شکر اور حقیقی زندگی کا تذکرہ فرمایا۔ جسے انشاء اللہ العزیز دوسرے موقعہ پر قارئین خدام الدین کی خدمت میں تقویت دین و ایمان کی غرض سے پیش کیا جائے گا۔

بقیہ احادیث الرسولؐ صفحہ ۲ سے آگے

کہا ہاں (تو ہمارا رب ہے) خداوند تعالیٰ نے پھر اُن سے فرمایا کہ میں ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو تمہارے سامنے گواہ بناتا ہوں اور تمہارے باپ آدم کو بھی شاہد قرار دیتا ہوں۔ اس لیئے کہ کہیں تم قیامت کے دن یہ نہ کہنے لگو کہ ہم اس سے ناواقف تھے۔ تم (اس وقت) اچھی طرح سے سمجھ لو اور جان لو کہ میرے سوا نہ تو کوئی معبود ہے۔ اور نہ میرے سوا کوئی رب ہے۔ تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ میں تمہارے پاس عنقریب اپنے رسول بھیجوں گا۔ جو تم کو میرا عہد و پیمان یاد دلائیں گے اور تم پر اپنی کتابیں بھی نازل کرونگا یہ سُن کر آدم علیہ السلام کی ساری اولاد نے کہا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ (اے خدا) تو ہمارا رب ہے۔ اور ہمارا خُدا ہے۔ تیرے سوا نہ کوئی ہمارا رب ہے اور نہ کوئی خدا۔ آدمؑ کی ساری اولاد نے اس کا اقرار کیا۔ آدمؑ اپنی نگہ کو بلند کیے ہوئے اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ آدمؑ نے دیکھا کہ ان کی اولاد میں مالدار بھی ہیں۔ غریب بھی ہیں۔ خوبصورت بھی ہیں۔ اور بد صُورت بھی۔ یہ دیکھ کر آدمؑ نے خدا سے عرض کیا۔ اے میرے رب تو نے اپنے سارے بندوں کو یکساں کیوں نہیں بنایا۔ خداتعالیٰ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میرے بندے شکر ادا کرتے رہیں۔ پھر آدمؑ نے انبیاء کو (اس گروہ میں) دیکھا۔ جو چراغوں کی مانند روشن تھے۔ اور نور اُن کے اوپر جلوہ گر تھا۔ ان سے خصوصیت کے ساتھ رسالت و نبوت کے عہد و پیمان لیئے گئے (تھے) جیسا کہ خداوند تعالےٰ کے اس قول میں ذکر ہے۔ و اذ اخذنا من النبيين ميثاقهم (عیسیٰؑ بن مریم تک) اس گروہ انبیاء میں عیسیٰؑ بن مریم بھی تھے۔ خدا نے ان کی رُوح کو مریم علیہ السلام کے پاس بھیج دیا۔ ابی بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ روح مریم کے منہ کی طرف سے ان کے جسم میں داخل ہو گئی۔

جب بات کہو تو انصاف کی کہو چاہے معاملہ قریبی عزیز کا ہی کیوں نہ ہو۔ (۶ : ۱۵۲)

روس کا مصنوعی چاند:-

حیرت بر حیرت

قسط نمبر ۳

از جناب لال الدین صاحب اختر گکھڑ بال کلاں

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو خدام الدین مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۵۸ء

اس مضمون کی دوسری قسط میں قدرت خداوندی کے ظہورات پر اشارے کئے گئے ہیں۔ تاکہ خوش نصیب انسان اللہ تعالے کے حکیمانہ نظام تخلیق پر غور کرکے نعمت ایمان و ایقان سے بہرہ وافر حاصل کر سکے اور اس کی نظریں انسانی مصنوعات کے حسن فانی کے متوالی ہونے کی بجائے خدائے لم یزل کی سرمدی خوبی و رعنائی کی پرستار بن جائیں۔ہاں ہاں مناظر قدرت میں تدبر و تفکر کرنے والوں نے ذروں میں آفتاب پنہاں دیکھے ہیں اور قطروں میں بحر مواج مضمر پائے ہیں۔

معجزات انبیاء کرام اور کرامات اولیائے عظام جو در اصل قدرت الٰہی کا ہی نام ہے۔ ہماری عقل و خرد کو ورطۂ حیرت میں ڈالنے کے لئے اور دل کو دولت یقین عطا کرنے کے لئے عدیم المثال مظاہرات کا مرقع پیش کرتے ہیں۔ خداوند عالم نے اولاد آدم میں جس کے فرق اقدس پر تاج نبوت رکھا ہے۔ اس کی ذات کو اپنے کمالات کا مظہر بنا دیا ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

وما ینطق عن الھوٰے ان ھو الا وحی یوحیٰ (ترجمہ۔ پیغمبر خدا اپنی مرضی سے نہیں بولتے۔ بلکہ یہ قرآن اُن کی طرف وحی کیا جاتا ہے) ورنہ بوڑھے نوح علیہ السلام کے رعشہ دار ہاتھوں کی بنی ہوئی کشتی اس طوفان میں نہ چلتی جس کی موجوں کے متعلق قرآن پاک کالجبال فرما رہا ہے۔ یہ بسم اللہ مجریٰھا ومرسٰھا۔ کے وظیفے کی برکت تھی۔ جو نوح علیہ السلام کی ناخدائی کے پردوں میں کام کر رہی تھی۔ یہ اس قادر مطلق کی قدرت کے کرشمے تھے۔ جس کے حکم سے آسمان سے پانی کے دھارے برسے اور زمین کے سوتوں سے طوفانوں کے سمندر اُچھلے اور جب یہ قہر و غضب کا پانی آسمان دنیا تک پہنچا تو آسمان اور زمین کے نام ایک فوری شاہی فرمان جاری کر دیا گیا۔ یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی۔ ترجمہ (اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان برسنے سے تھم جا)

آپ کائنات کے سائنسدانوں کو کہئیے کہ وہ بارش کے ایک قطرہ کو برسنے سے روک دیں یا آتش فشاں پہاڑوں کے سینوں میں مادہ سیال کو سرد کر دیں۔ یا ہوا کے تموج میں ٹھہراؤ پیدا کریں۔ یا سمندروں کی مواجی میں رکاوٹ پیدا کریں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو جنت الحمقا میں سفاہت و نادانی کے تختوں پر بیٹھا ہوا دیکھتے ہیں۔ جن کی آنکھیں انسانی ہاتھوں کی بنی ہوئی چیزوں پر پڑتی ہیں اور وہ اسی طرح سے غرق تحیر ہو جاتے ہیں کہ پھر سر باہر ہی نہیں نکالتے۔ وہ کنوؤں کے مینڈک، وہ بدرو کے جراثیم وہ کولہو کے بیل اگر اپنی تنگیٔ داماں کا علاج کرانا چاہیں۔ تو منظر قدرت پر غور کریں وہ معجزات و کرامات کا مطالعہ کریں۔ اگر کانٹوں میں فردوس کی بہاریں نظر نہ آئیں اور دل و دماغ میں معرفت کردگار کے دروازے نہ کھل جائیں۔ تو ان کی شکایت بجا سمجھی جائیگی۔

قرآن حکیم کھولئے اور زمانہ قدیم کے ان ایام پر نظر ڈالئے۔ جبکہ نمرود کی خدائی کا سارا زور ایک وسیع و عریض خطہ پر آگ جلانے پر صرف ہو گیا۔ افراد قوم اپنے خداؤں کی توہین کا بدلہ لینے کے لئے سیدنا ابراہیم کے متعلق یہ فیصلہ کر رہے تھے۔ حرقوہ وانصروا الھتکم (اس کو آگ میں جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو)

لہٰذا جب انہوں نے اپنے غیض و غضب کا اظہار ایک آتش بے پناہ کے جہنم کی شکل میں کیا اور سیدنا خلیل اللہ انت واحد فی السماء وانت واحد فی الارض نعم المولیٰ ونعم الوکیل کہتے ہوئے ہر مصیبت کے جھیلنے کے لئے تیار ہو گئے

در رہ حق ہرچہ پیش آید نکو
مرحبا نا مہربانیہائے دوست

تو مالک کون و مکان نے اپنے خلیل کی حفاظت کے لئے آگ کو حکم دیا۔ یا نار کونی برداً وسلاماً علیٰ ابراھیم

یہ اس احکم الحاکمین کا حکم تھا جس کے ایک لفظ کُن نے ارض و سما کو وجود دیا۔ شمس و قمر کو تابانی بخشی۔ بحور کو روانی اور صحراؤں کو وسعت عطا فرمائی (سورہ نمل پارہ ۱۹)

آگے چلئے سیدنا سلیمان پر احسانات خداوندی کی بارش ملاحظہ فرمایئے۔ سلطنت اور نبوت کے اہم امور کی ترویج کے لئے جن اسباب کی ضرورت تھی۔ وہ سارے کے سارے عطا کئے گئے۔ و اُوتینا من کل شیٔ ان ھذا لھو الفضل المبین۔ (ترجمہ۔ اور ہم کو ہر چیز میں سے دیا گیا۔ اور یہ ایک واضح فضیلت ہے) ۔ اب حضرت سلیمانؑ کے شاہانہ وقار اور جلالت خسروانہ کی وسعت پر غور کیجئے وحشر لسلیمٰن جنودہ من الجن والانس والطیر فھم یوزعون (ترجمہ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اُن کے عساکر جمع کئے جاتے جوکہ

ان سے کہئے
کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور رب ڈھونڈ لوں۔ حالانکہ وہی ہر شئے کا رب ہے
(۶:۱۶۴)

معافی کا رویہ اختیار کرو، معروف نیکیوں کا حکم دیتے رہو اور جاہلوں کے منہ نہ لگو (۷:۱۹۹)۔

جنات انسان اور پرندوں پر مشتمل ہوتے اور پھر اُن کے دستے بنائے جاتے۔ اور مناسب جگہوں پر مقرر کئے جاتے)

اللہ اللہ مالک دو جہان کی عنایات کا کیا کہنا کہ انسان تو انسان۔ جنات اور پرندے بھی سیدنا سلیمان علیہ السلام کی ابرو کے شہانہ اشاروں کے منتظر رہتے تھے۔ اور اس مخلوط فوج کا ایک ایک سپاہی فرمانبرداری کا مجسمہ ہوتا تھا۔ اب آگے سُنئے کہ یہ لاؤلشکر وادالنمل میں پہنچا تو قرآن حکیم نے یہاں فرمایا کہ پہرہ دار چیونٹی نے اپنے ساتھیوں کو یوں خطرے سے آگاہ کیا

قالت نملة یایھا النمل ادخلوا مسٰکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لا یشعرون

ترجمہ: (پہرہ دار چیونٹی نے کہا اے میرے ہمجنسو اپنے اپنے بلوں میں فوراً داخل ہو جاؤ۔ ممکن ہے۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر بیخبری میں تم کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں) اب مقام معجزہ کی بلندی ملاحظہ ہو۔ فتبسم ضاحکاً من قولھا الخ

ترجمہ (پس حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی بات سُن کر ہنس پڑے) الخ سیدنا سلیمانؑ نے اس چیونٹی کی آواز کو سُنا اور سمجھا اور خدائے ذوالمنن سے شاکرانہ زندگی بسر کرنے کی توفیق طلب کی۔ اب ہم عصر حاضر کے حکماء اور ماہرین سائنس کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ منطق الطیر اور روبیت جنات کا کوئی آلہ تیار کریں۔ اور اس چیونٹی کا پتہ چلائیں۔ جو کہ چیونٹیوں کے جم غفیر میں اطلاع دینے پر مقرر تھی۔ اور پھر بتائیں کہ اُس کی آواز کو سُننا اور سمجھنا کن آلات سے ممکن ہے۔

حقیقت ہے کہاں فلسفی و حکیم کی پستی اور کہاں نبی اللہ کا مقام رفیع۔ وہاں عقل انسانی کی لغزشیں اور یہاں نور الہامی کی برق رفتاری۔ وہاں اشیاء کی احتیاج اور یہاں مخلوقات کے سہاروں سے مکمل استغناء۔ وہاں ہر لمحہ خطرات ہلاکت اور یہاں بشارات ضیافت کی پیہم اطلاعات۔ وہاں آنکھیں خوردبین اور دُوربین۔ مگر یہاں سوئی ہوئی آنکھیں اور دل بیدار ہے۔ وہاں دُھند۔ کہر۔ اور بارش کی رُکاوٹیں۔ مگر یہاں تحت الثریٰ اور فوق الافلاک کی بلا روک ٹوک آگاہیاں

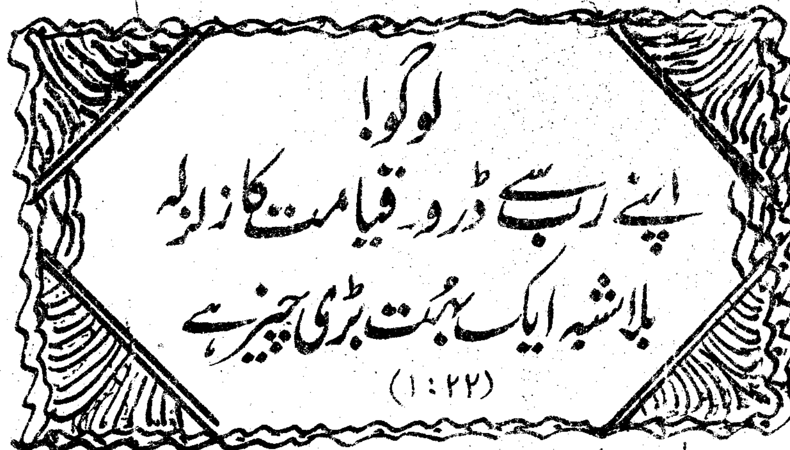
مثل الفریقین کالاعمیٰ والاصم والبصیر والسمیع ھل یستوین مثلا افلا تذکرون

ترجمہ: (دو گروہوں کی مثال ایک اندھا۔ بہرہ۔ اور دوسرا بینا و سُننے والا کیا یہ دونوں برابر ہیں۔ کیا تم نصیحت نہیں حاصل کرتے)

پیغمبر خدا کے علو مرتبت کے متعلق مولانا رُوم فرماتے ہیں۔

خلوتِ او روشن از نورِ صفات
خلوت او مستنیر از نورِ ذات

وُہ لوگ اپنی کور باطنی کا خود اعلان کرتے پھرتے ہیں۔ جن کے زعم میں موجُودہ سائینس کے انکشافات نے معجزات اور کرامات کا مقام حاصل کر لیا ہے۔



اُن کی کم ادراکی صد ہزار نفرین کے قابل ہے۔ وُہ ظن و تخمین کے تاریک ماحول میں پیدا ہوئے اور اُسی میں مرنے کا تہیّہ کئے بیٹھے ہیں۔

سحر را با معجزہ کردہ قیاس
ہر دو را بر مکر پنداد اساس

اب سیدنا داؤد علیہ السلام کے مشرف پیغمبرانہ پر دھیان دیجئے۔ پروردگار عالم.... عبدنا داؤد کہہ کر آگے فرماتے ہیں

انا سخرنا الجبال معہ یسبحن بالعشی والاشراق والطیر محشورۃ کل لہ اواب۔

(ترجمہ۔ ہم نے کوہسار کو حکم دے رکھا تھا کہ حضرت داؤدؑ کی ہم آہنگی میں شام و سحر ہماری تسبیح بیان کیا کرو اور اسی طرح پرندوں کے غول کے غول حلقۂ ذکر میں حضرت داؤدؑ کے ہمنوا ہوتے تھے)

کاش مسلمان ان حقائق قرآنی کا مطالعہ کریں۔ کاش اس کی حیرت و استعجاب کی دُنیا قدرت خداوندی میں تدبّر و تفکر کرنے میں صرف ہو۔ کاش یورپ و امریکہ کے سائینسدان اپنی دن رات کی کوششوں پر فخر نہ کریں اور اپنی دل و دماغ کی قوتوں کو عطیہ الٰہی سمجھ کر معرفت کردگار کے قائل ہو جائیں۔ کاش سائینس کے انکشافات۔ ایمان و ایقان کی افزونی کا باعث بنیں۔ مگر یاد رہے دولت ایمان استدلال سے ہاتھ نہیں آتی۔

گر بہ استدلال کار دیں بُدے
فخر رازی رازداں دیں بُدے

یہ فطرت سلیمہ کے حاصل ہیں۔ یہ خداداد استعداد کے ثمرے ہیں۔ معجزات اُنہیں لوگوں کے لئے راہ ہدایت پر چلنے کا باعث بنتے ہیں۔ جن کے سینے میں نورِ فطرت کی مشعل نور ریزی کر رہی ہو۔ ورنہ یہی معجزہ اُن کی ہلاکت کا باعث بنتا ہے

معجزہ بحر است و ناقص مُرغ خاک
مُرغ خاکی رفت در یم شد ہلاک
مُرغ آبی در وے ایمن از ہلاک
ماہیاں را مرگ بے دریاست خاک

آیئے انبیاء کرام کے معجزات پر اپنی تمام حیرتوں کو قربان کر دیجئے آیئے ہوش و خرد کی تمام ترقوتوں کو حکمت خداوندی کے تابع کر دیجئے اور اشیاء کی تخلیق کے اسرار و غوامض سے آگاہی حاصل کیجئے۔ ہم یورپ اور امریکہ کے تمام مسیحی منکرین سے سوال کرتے ہیں کہ قرآن عزیز کا یہ اعلان کس کی صداقت پر دال ہے اگر ان آیات کا مصداق حضرت عیسےٰؑ ہیں تو آیئے روحانیت کے پاکیزہ جہان کی طرف باہم مل کر قدم اُٹھائیں اور قرآنی صداقت کو دل و جان سے تسلیم کر لیں۔ سُنئے یہ کس کو خطاب قُدسی سے نوازا جا رہا ہے۔ اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المھد وکھلا واذ علمتک الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا۔ فتکون طیرًا باذنی وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی واذا تخرج الموتیٰ

جو کچھ تم سُننے دیکھنے اور سوچنے ہو ان سب کے بارے میں بلاشبہ تم سے پوچھ گچھ ہوگی۔ (۱۷:۳۶)

باذنی۔

ترجمہ:۔ (اے عیسیٰؑ جب میں نے تیری روح القدس سے تائید کی تو نے لوگوں سے پنگوڑے میں بھی باتیں کیں اور عالم کہولت میں بھی کرے گا۔ اور اس وقت کی نعمتوں کو یاد کرو جب میں نے تجھ کو کتاب و حکمت اور توراۃ و انجیل کی تعلیم دی تھی اور جب تو نے میرے اذن سے مٹی سے پرندہ کی تصویریں بناتا اور پھر ان میں روح پھونکتا تھا۔ پس وہ پرندہ میرے حکم سے زندہ پرندہ بن جاتا اور تو اندھوں کو اچھا کرتا اور کوڑھی کو میرے اذن سے تندرست بنا دیتا اور جب تو میرے فضل و کرم سے مردوں کو زندہ کرتا تھا)

اگر یہ مقامات قدسیہ انسانی فکر سے باہر ہیں تو آیئے اپنی عاقبت خراب نہ کیجیئے۔ دنیاوی عروج پر اسی کے شکرگزار ہو جایئے۔ جس نے اشیائے عالم سے جلب منفعت کی ادراک عطا فرمائی ہے۔ اور خدائے یکتا و یگانہ کے حضور میں جھک جایئے۔ دیکھیئے ہدایت و رشد کے آثار آسمان و زمین کا ہر ذرہ پیدا کر رہا ہے۔ اور قرآن مجید کی آمد سعید کے بعد تمام کائنات کے انس و جان پر اتمام حجت ہو چکا ہے۔ لیکن افسوس انسان اپنی ہرزہ کاری میں زندگی کے قیمتی سانس ضائع کر رہا ہے۔ اور خسران ابدی سے بے نیاز ہے۔ اب میں کولمبیا یونیورسٹی کے پروفیسر جان شلٹ کی پیشگوئی پیش کرتا ہوں۔ جس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔ کہ ابھی تک انسانی تگ و دو کا کیا انجام ہوگا۔

نیویارک ۱۲؍ فروری کو کولمبیا یونیورسٹی میں فلکیات کے پروفیسر ڈاکٹر جان شلٹ نے پیش گوئی کی ہے۔ کہ خلا میں انسان کا پہلا سفر مریخ کے دو چاندوں کی طرف ہوگا۔ زمین کے چاند کی باری اس کے بعد آئے گی۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ چاند پر جو دو لاکھ انتالیس ہزار میل دور ہے اترنا اور پھر وہاں سے اڑنا بہت مشکل ہوگا۔ کیونکہ واپسی کا سفر شروع کرنے کے لئے سیارہ چھوڑنے والے راکٹوں کی ضرورت ہوگی۔ انہوں نے اس یقین کا اظہار کیا ہے۔ کہ مریخ کے جو چاندوں کے لئے تین کروڑ ۵۰ لاکھ میل دور ہیں اس قسم کے راکٹوں کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ان چاندوں کی کشش برائے نام ہے۔

اقبال مرحوم نے انسانی مساعی کی بے بسی کو یوں پیش کیا ہے:۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

حقیقت ہے وہ لوگ جو دل و دماغ کے ہوتے ہوئے بھی پیغامات الٰہی کی رہنمائی قبول نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے توہمات میں پھنس کر صراط مستقیم سے بھٹک رہے ہیں۔ ان کا انجام ہرگز بخیر نہیں ہو سکتا۔

اقبال مرحوم نے اپنے قلندرانہ انداز میں اہل یورپ کی کور باطنی پر نگاہ ڈالتے ہوئے اُن کی ہلاکت کی طرف اس شعر میں اشارہ فرمایا ہے۔

خبر ملی ہے خدایان بحر و بر سے مجھے
فرنگ رہگذر سیل بے پناہ میں ہے

دوسری جگہ پر طنز نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں ماتم کر رہا ہے۔

یہی زمانۂ حاضر کی کائنات ہے کیا؟
دماغ روشن و دل تیرۂ و نگہ بے باک

خیر غیر مسلم کا کیا ذکر۔ کلمہ گو حضرات میں وہ عنصر موجود ہیں۔ جن کو معجزہ کے وجود سے انکار ہے۔ ان کی خفاش نگاہی ان کو ان آیات بیّنات پر آنکھ اٹھانے کا موقعہ نہیں دیتی۔ جن پر ایک ہی نظر ڈالنے سے نعمت یقین حاصل ہو سکتی ہے۔ اُن کی حالت پر لاکھ لاکھ افسوس ہے کہ وہ روس و امریکہ کے چاند کی گردشوں پر لٹو ہو رہے ہیں۔ مگر خدائے قدوس کے شمس و قمر کے ادوار پر غور کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ قدرت انسان کے قائل ہو رہے ہیں۔ لیکن قدرت الٰہی کی طرف سے انحراف کر رہے ہیں۔ چاہیئے تھا کہ عقل و شعور کی فراوانی ان کو صراط مستقیم پر چلنے میں ممد ہوتی مگر یہی چیز اُن کی آنکھوں کے لئے پردہ بن گئی۔ اُن کے کان بہرے ہو گئے اور وہ غلط فہمی کے چکر میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کے سامنے اگر معجزات و کرامات کا ذکر ہو تو ان کو محالات سے تعبیر کرتے ہیں۔ اگر کوئی امریکی یا روسی سائنسدان اعلان کرے کہ ہم عنقریب چاند تک پہنچنے والے ہیں تو اپنی محفلوں میں اُن کے اس بے بنیاد دعوے کو آیات کا ہم پلہ سمجھ کر بڑے وثوق سے پیش کرتے ہیں۔ اور سننے والے بھی عقیدت سے سر دھننے لگتے ہیں۔

قرآن عزیز کا مطالعہ کرنے والے حضرات پر یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس مقدس کتاب کی تعلیم دنیاوی ترقیات کے مانع ہیں بلکہ مسلمان کو ششش جہات کی تسخیر کے گر سکھاتی ہے۔ اور مناظر قدرت اور موجودات عالم میں غور و فکر کی دعوت دیتی ہے اور ساتھ ہی انسان کو ایک ایسے جہان سے روشناس کرانا بھی قرآنی تعلیم کا مقصود بالذات ہے کہ جس میں اس کے اعمال کے نتائج و عواقب کا ظہور ہوگا۔ اس کے ہر عمل حیات کی باز پرس ہوگی۔ اور اُس کے مطابق اس کو جزا و سزا کا مستحق سمجھا جائیگا

لہٰذا قرآن حکیم ان حقائق کی ایک بے بدل دنیا اپنے پہلو میں لئے ہوئے ہے۔ جس کا ہر شمہ لاکھوں معجزات کا مظہر بن سکتا ہے۔ خیر اب ہم قرآن حکیم کے صرف ایک چیلنج پر اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ یہ وہ چیلنج ہے۔ کہ تا قیامت انس و جان کی جماعتیں اس کا جواب دینے سے قاصر رہیں گی۔

لیکن اس کے ساتھ ہی پروردگا

ہر عیب لگانے والے اور طعنہ دینے والے کے لئے تباہی ہے
(۱۰۴: ۱)

یاد رکھو انسان جب اپنے کو غنی دیکھتا ہے تو غرور و سرکشی کرتا ہے (۹۶: ۶-۷)

عالم نے سیدالانبیاء کی زندگی میں اپنی قدرت کاملہ سے ایک ایسا واقعہ ظاہر فرمایا ہے۔ جس پر غور کرنے والوں کے لئے ایمان و ایقان کا ایک وسیع و عریض جہان آباد ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔ یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموٰت والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان فبای الاء ربکما تکذبٰن

ترجمہ اے انسانوں اور جنوں کے گروہ! اگر تم میں طاقت ہو تو اسباب دنیا کے بل بوتے پر آسمانوں اور زمین کے اطراف کی حدود سے باہر پرواز کر جاؤ۔ لیکن سن لو کہ تم شکستہ پروں سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہاں ایسی پرواز کے لئے ہماری تائید درکار ہے) ڈاکٹر اقبال مرحوم نے معراج مصطفےٰ کے موقعہ پر ایک نہایت لطیف تلمیح "الا بسلطان" کا مفہوم واضح کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔

گفت اگر سلطان ترا آید بدست
مے تواں افلاک را از ہم شکست

یہ وہی سلطان ہے جو سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ کے اندر فاعل حقیقی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ اسی سلطان مبین نے آمنہ کے لال کو مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور پھر سدرۃ المنتہیٰ سے آگے کی سیر کرائی۔ اور یہی وہ سلطان تھی۔ جس کو طبقہ ناریہ اور زمہریر کے اثرات نے نہ روکا اور اس سلطان کا ظہور

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ

کی شکل میں ہوا۔ اور اسی سلطان کا مظہر واقعہ شق القمر ہے۔ بلکہ امام الانبیاء کی زندگی کا ہر لمحہ اسی سلطان کا عملی ظہور ہے۔

ہم آخر کار پروردگار عالم کے لطف و کرم سے ملتجی ہیں کہ وہ ہم سب کو تعلیمات قرآنی سے صحیح معنوں میں متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ وہ اقوام جو رحمۃ اللعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی وضع کردہ زندگی کی پیروی کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ اپنے افکار باطلہ کے بھنور میں پھنس کر زود یا بدیر تباہ ہونے والی ہیں۔

وہ فکر گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اسی کی بیتاب بجلیوں سے خطر میں ہے اس کا آشیانہ

(اقبال مرحوم)

عقیدت کے پھول

بر وفات حسرت آیات شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام مجاہد اعظم مولینا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

از قلم جناب ہارون الرشید مجاہد یسین حکیم مولینا عبدالحمید صاحب ناظم اعلیٰ مدرسہ تعلیم النساء چشتیاں

نہیں طاقت مرے دست و قلم میں آج لکھنے کی
دہن میں ہے زباں ہمت نہیں کچھ بات کہنے کی

کہوں کیسے ہیں ہم آج "مدنی" ہو گئے رخصت
اٹھائیں کس طرح سے ہم غم فرقت غم فرقت

یہی تھی ایک ہستی جس پہ نازاں تھی مسلمانی!!
ٹپکتی تھی رخ انور سے واللہ شان رحمانی

یہی تھے دین کے بانی یہی اسلام کے حامی
یہی استاد تھے سب کے یہی اس دور کے جامی

انہیں کے فیض سے تھی بزم اقدس میں یہ نورانی
خدا کے ابر رحمت کی سدا ہوتی تھی بارانی

محدث تھے مبلغ تھے، مفسر تھے، معلم تھے
زمانے بھر میں یکتا تھے مفکر تھے، معظم تھے

ہمیشہ لاج رکھی جس نے محمود اور قاسم کی
چلے انور کے نقشے پر سخاوت میں مثل حاتم تھی

نمونہ سے رشید احمد کا نسبت تھی محمد سے
مدینے سے رہے منسوب الفت تھی محمد سے

حقیقت مجھ سے گر پوچھو کوئی ثانی نہ تھا ان کا
تھا درجہ علم میں اکمل بزرگی میں ملا تقویٰ

یہی اس عصر حاضر میں تھے واللہ حق پسندوں سے
خدا نے چن لیا تھا ان کو اپنے نیک بندوں سے

غضب ہے موت کا قانون بھی کوئی نہیں کوئی
مجاہد اعتبار زندگی کوئی نہیں کوئی!!!!

ہمیشہ تاکتا رہتا ہے گلچیں اچھے پھولوں کو
پسند آ جائے گر سب توڑ دیتا ہے اصولوں کو

خداوندا ہمیں نعم البدل ان کا عطا فرما
شجاعت میں علم میں اور عمل میں ہو مثل ان کا

خداوندا انہیں قرب خصوصی تو عطا کر دے
میرے آقا تو اپنی رحمتوں سے جھولیاں بھر دے

مجاہد کی دعا ہے بخش تو ان کو مقام اعلےٰ
جگہ فردوس میں اعلےٰ عطا فرما مرے مولےٰ

مرد جیسے کام کریں گے، ویسا حصہ پائیں گے اور اسی طرح عورتیں جیسا کام کریں گی ویسا حصہ پائیں گی۔

تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ

از جناب حاجی کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن

تبوک میں ایک نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر اور نہایت جامع وعظ فرمایا تھا۔ ذیل میں اس کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے میں نے اس میں صرف اس قدر تصرف کیا ہے کہ ہر فقرہ پر نمبر لگا دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بہترین حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا۔

(۱) ہر ایک کلام سے صدق میں بڑھ کر اللہ کی بات ہے۔

(۲) سب سے بڑھ کر بھروسے کی بات تقویٰ کا حکم ہے۔

(۳) سب ملتوں سے بہتر ملت ابراہیم علیہ السلام کی ہے

(۴) سب طریقوں سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

(۵) سب باتوں پر اللہ کے ذکر کو شرف ہے۔

(۶) سب بیانات سے پاکیزہ تر یہ قرآن ہے۔

(۷) بہترین کام اولوالعزمی کے کام ہیں۔

(۸) انبیا کی روش سب روشوں سے خوب تر ہے۔

(۹) شہیدوں کی موت موت کی سب قسموں سے بزرگ تر ہے

(۱۰) عملوں میں وہ عمل اچھا ہے جو نفع دہ ہو۔

(۱۱) بہترین روش وہ ہے جس پر لوگ چل سکیں۔

(۱۲) بدترین کوری دل کی کوری ہے

(۱۳) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

(۱۴) تھوڑا اور کافی مال اس بہتات سے اچھا ہوتا ہے جو غفلت میں ڈال دے۔

(۱۵) بدترین معذرت وہ ہے جو جان کنی کے وقت کی جائے۔

(۱۶) بدترین ندامت وہ ہے جو قیامت کو ہوگی۔

(۱۷) بعض لوگ جمعہ کو آتے ہیں مگر دل پیچھے لگے ہوتے ہیں۔

(۱۸) ان میں بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کا ذکر کبھی کبھی کیا کرتے ہیں۔

(۱۹) سب سے بڑی توانگری دل کی توانگری ہے۔

(۲۰) سب سے عمدہ توشہ تقویٰ ہے۔

(۲۱) دانائی کا سر یہ ہے۔ کہ خوف خدا دل میں ہو۔

اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کرو
اور
خود اس پر قائم رہو
(۱۳۲:۲۰)

(۲۲) دل نشین ہونے کے لئے بہترین چیز یقین ہے۔

(۲۳) بین سے رونا جاہلیت کا کام ہے۔

(۲۴) چوری کرنا عذاب جہنم کا سامان ہے۔

(۲۵) شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے۔

(۲۶) بدترین روزی یتیم کا مال کھانا ہے۔

(۲۷) سعادت مند وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت پکڑتا ہے۔

(۲۸) اصل بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں بدبخت ہے۔

(۲۹) بدترین خواب وہ ہے جو چھوٹا ہے۔

(۳۰) جو بات ہونے والی ہے۔ وہ بہت قریب ہے۔

(۳۱) مومن کو گالی دینا فسق ہے۔

(۳۲) مومن کو قتل کرنا کفر ہے۔

(۳۳) مومن کا گوشت کھانا (اس کی غیبت کرنا) اللہ کی معصیت ہے۔

(۳۴) مومن کا مال دوسرے پر ایسا ہی حرام ہے۔ جیسا کہ اس کا خون۔

(۳۵) جو کسی کا عیب چھپاتا ہے خدا اس کے عیوب چھپاتا ہے۔

(۳۶) جو معافی دیتا ہے۔ اُسے معافی دی جاتی ہے۔

(۳۷) جو غصّہ کو پی جاتا ہے۔ خدا اُسے اجر دیتا ہے۔

(۳۸) جو چغلی کو پھیلاتا ہے۔ خدا اس کی رسوائی عام کر دیتا ہے۔

(۳۹) جو صبر کرتا ہے۔ خدا اُسے بڑھاتا ہے۔

(۴۰) جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا اُسے عذاب دیتا ہے۔

(۴۱) پھر تین دفعہ استغفار پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ کو ختم فرمایا۔

مشاہدات

(از جناب خادم کیتھلی ملتان)

میں باوجود بصیرت سمجھ سکا نہ یہ راز
کہ آج کل کے مسلماں میں سوز ہے نہ گداز
بہت بلند ہے میری عبودیت کا مقام
جنوں نے چاک کیا ہے حجاب راز و نیاز
اگرچہ نالۂ و فریاد بن گئی دنیا
بدل سکے نہ ابھی تک ہمارے نغمہ و ساز
الٰہی قافلے والوں کو مستقل رکھنا
کٹھن ہے راستہ اور منزلیں ہیں دور و دراز
ابھی ہوا نہیں حالات کا ہمیں احساس
خدا سے میری دعا ہے کہ ہو غم کی عمر دراز
نصیب میں ابھی منزل کہاں ہے اے خادم
ابھی تو اور بھی دیکھیں گے ہم نشیب و فراز

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷ | منظور شدہ محکمہ تعلیم | قیمت ۴ ر

۱۔ لاہور بچن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۳۱/G مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء

ایڈیٹر عبدالمنان چوہان

۲۔ پشاور زبچن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۴۸۱ ۲۰۲۳ T.B.C. مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک سالانہ ۱۱ ششماہی ۶ ر

چند مختصر خبریں

الجزائر۔ ۷ مارچ۔ فرانس کی فوجی عدالت نے ۳۶ الجزائری حریت پسندوں کو موت کی سزا دی ہے۔ ان پر یورپی باشندوں کے قتل کا الزام لگایا گیا ہے۔

کراچی۔ ۷ مارچ۔ پرسوں وفاقی دارالحکومت کے علاقہ بوہری بازار میں آتش زدگی کی جو خوفناک واردات ہوئی تھی اس ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۳۸ تک پہنچ گئی ہے۔

نئی دہلی۔ ۷ مارچ کانگریس کی ہائی کمان نے امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی یادگار قائم کرنے کے لئے ۱۱ ارکان پر مشتمل ایک عارضی کمیٹی بنائی ہے۔

ڈھاکہ ۷ مارچ۔ مشرقی پاکستان کے وزیر اعلےٰ نے کہا ہے کہ جب تک ناجائز درآمد و برآمد کا قلع قمع نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک مسلح فوج اس کے خلاف اپنی مہم جاری رکھے گی۔

کراچی ۸ مارچ۔ وزیر اعظم نے کہا ہے۔ کہ اگر مسئلہ کشمیر کو انصاف کے اصول کے مطابق حل نہ کیا گیا تو پاکستان اپنی خارجہ پالیسی کے پورے ڈھانچہ پر نظرثانی کریگا اور اس بات پر غور کرے گا کہ اُسے کس کا ساتھ چھوڑنا چاہیئے اور کس کا ساتھی بننا چاہیئے۔

دمشق ۸ مارچ۔ یمن باقاعدہ طور پر شام اور مصر کی متحدہ جمہوریہ میں شامل ہو گیا ہے۔

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔